© rasailojaraid.com

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ازدواجی تعلقات

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی استاد شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

عربوں میں ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ ایک قبیلہ یا خاندان کا افراد مختلف قبیلوں اور خاندانوں سے ازدواجی رشتے استوار کرتے رہے ہیں۔ عام طور سے یہ شادی بیاہ کے رشتے فریقین کی پسند اور مرضی سے قائم ہوتے تھے تاہم اکثر و بیشتر کفو یعنی سماجی لحاظ سے مساوی مرتبہ یا ہم پلہ ہونے کی بھی رعایت کی جاتی تھی۔ مرد اپنی شادی کے سلسلہ میں البتہ کفو کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا کہ ایک معزز عرب خاندان کی عورتوں کی شادی کے سلسلہ میں لحاظ کیا جاتا تھا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ مرد عرب باندیوں سے بھی متمتع ہوتے تھے اور اکثر ام ولد سے نکاح بھی کر لیتے تھے، اس لئے وہ اپنے لئے ہم مرتبہ بیوی کی تلاش میں نہیں رہتے تھے پھر سماجی قدریں اس وقت — اور آج بھی حسن اتفاق یا سوئے اتفاق سے — ایسی ہیں کہ اگر ایک معزز خاندان کی لڑکی اپنے کفو سے منسوب نہ ہو تو اس معزز خاندان کی ناک کٹ جاتی تھی اور ایسی شادی خاندان کے لئے عار و باعث ننگ اور کلنک کا ٹیکہ سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے عرب قبائل میں عموماً اور قریش مکہ میں خصوصاً جہاں تک ممکن ہوتا لڑکیاں اپنے برابر کے یا اعلیٰ خاندانوں اور قبیلوں میں بیاہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتی تھیں۔ بہرکیف مختلف خاندانوں اور قبیلوں کے درمیان ازدواجی روابط ایک ناگزیر سماجی ضرورت کے علاوہ بعض دوسرے وجوہ سے بھی قائم کئے جاتے تھے، بسا اوقات ان کے پس پشت سماجی مصالح اور سیاسی عوامل کارفرما ہوتے تھے اور کبھی کبھی ان ازدواجی تعلقات میں اقتصادی اسباب یا دولت کی کارفرمائی بھی شامل ہوتی تھی۔ لیکن غالباً جو عامل ان بین القبائلی یا بین خاندانی ازدواجی تعلقات میں سب سے زیادہ موثر تھا وہ تھا قبائلی نفرتوں اور رقابتوں کی خلیج پاٹنا اور ایک گروہ کو دوسرے کے قریب لانا۔

یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عربوں میں تعداد ازدواج کی روایت کب شروع ہوئی تاہم اتنا ضرور کچھ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرد کے طبعی تقاضوں کے سوا جس عامل نے تعدد ازدواج کی سماجی روایت کو سب سے زیادہ تقویت بخشی ہوگی وہ بھی بین قبائلی نفرتوں اور رقابتوں کو ختم کرنے کا صالح جذبہ رہا ہوگا کیونکہ عربوں کی سماجی تاریخ سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ عربوں کے اپنے ماں کے خاندان یا ننہیال سے عموماً شگفتہ اور خیرسگالی کے تعلقات ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ ماں جائے بھائی بہنوں کے درمیان بھی محبت والفت کی وجہ سے تمام متعلقہ خاندانوں اور قبیلوں میں اچھے سماجی روابط پیدا ہوتے تھے جو وسیع تر شگفتہ سماجی تعلقات کی فضا قائم کرتے تھے۔ تاریخ عرب کے مختلف ادوار میں اس قسم کے محبت بھرے تعلقات کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، عہد جاہلیت میں قریش کے جد امجد قصی نے مکہ کی سیادت اپنے ننہالی رشتہ داروں کی مدد سے ہی حاصل کی تھی، عبدالمطلب بن ہاشم نے اپنے چچا نوفل بن عبد مناف سے ایک اراضی کے جھگڑے میں اپنے ماموں کے خاندان کی مدد سے اپنا مقصود حاصل کیا تھا۔ اس قسم کی اور مثالیں آئندہ صفحات میں بھی ملیں گی۔

انساب عرب کی کتابوں میں خاص کر اور سیر و تواریخ میں عام طور پر عربوں کی بین قبائلی اور خاندانی ازدواجی تعلقات کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے ان پر ایک سرسری نظر ڈالتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے معلوم ہوجاتا ہے کہ عرب ازدواجی تعلقات کے باب میں آزاد مشربی اور وسیع خیالی کے قائل تھے اگر ان بین قبائلی اور بین خاندانی ازدواجی روابط کا تحقیقی تجزیہ کیا جائے تو عرب معاشرت کا ایک سنہری پہلو سامنے آئے گا اور بعض غیر ملکی خصوصاً مغربی مورخین نے اس کے بعض پہلوؤں کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہمارا موجودہ مطالعہ ہے۔ جس میں قریش مکہ کے دو عظیم ترین خاندانوں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی تعلقات کا مفصل تحقیقی تجزیہ پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مطالعہ کئی وجوہ سے بہت اہم ہے اول یہ کہ ان دونوں خاندانوں کے درمیان خاندانی یا قبائلی رقابت کی کہانی کی شہرت عام ہے جس کے تاریخی پس منظر کے بارے میں کہیں اور کہہ چکا ہوں اس مفروضہ خاندانی دشمنی کی دھند میں یہ حقیقت چھپ گئی ہے کہ یہ دونوں خاندان ایک ہی باپ کی نسل میں تھے، عبد مناف کی متعدد اولادوں میں ہاشم اور عبد شمس ان دونوں خاندانوں کے جد امجد اور بانی تھے اگرچہ عبد شمس کا خاندان ان کے فرزند اکبر امیہ کے نام پر زیادہ مشہور ہوا تاہم یہ دلچسپ حقیقت ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ عبد مناف کی اولادوں کا خاندان متحدہ طور پر عہد نبوی کے بعد تک عموماً بنو عبد مناف ہی کہلاتا رہا۔ نسبی اعتبار سے بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک دوسرے کے "عم زاد" خاندان تھے لہذا ان دونوں میں ازدواجی روابط کا قائم ہونا غیر منطقی یا باعث حیرت نہیں ہونا چاہیے کیونکہ عرب سماج میں "بنت عم" کو جو رومانی درجہ حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ملا۔ البتہ اگر ان دونوں خاندانوں کے درمیان مہر و محبت کے روابط نہ ملتے تو باعث حیرت یقیناً ہوتا۔

بہرحال! ہمارے موجودہ مزعومات اور دل پسند رجحانات کے خلاف ان دونوں قریشی خاندانوں میں ازدواجی تعلقات تاریخ اسلام کے ہر دور میں قائم ہوئے۔ آئندہ صفحات میں ان کی کم و بیش تین سو سالہ تاریخ کا ایک تنقیدی جائزہ ملے گا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی روابط کا آغاز عہد جاہلیت میں تقریباً چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے ہوا اور عہد عباسی کے عہد زریں تک یعنی نویں صدی عیسوی کے وسط تک برابر

© rasailojaraid.com

اس کی مثالیں ملتی رہیں۔ موجودہ مطالعہ میں اس طرح اسلامی معاشرتی تاریخ کے پانچ ادوار —— عہد جاہلیت، عہد نبوی، خلافت راشدہ، دولت بنو امیہ، اور دولت بنی عباس —— میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان قائم ہونے والے ازدواجی روابط کی تاریخی تحقیق ہے جو بہت اہم، دلچسپ، اور فکر انگیز ہے۔

عہد جاہلیت میں ہاشم بن عبد مناف (تقریباً ۱۰۲، ۱۴۷ قبل ہجرت ۸۰ہم ۵۲۲، عیسوی) کے چار فرزندوں اور چار دختروں میں سے کسی کی شادی ہماری دستیاب کتب تواریخ و انساب کے مطابق عبد شمس (تقریباً ۱۰۵، ۱۵۵ ق ھ ۵۲۷، ۴۷۲ء) کے خاندان میں نہیں ہوئی تھی۔[1] اسی طرح عبد شمس کے آٹھ فرزندوں اور چار دختروں میں سے کوئی بھی فرد خاندان ہاشم میں منسوب نہیں تھا۔[2] البتہ بعد کی پیڑھی میں ان دونوں خاندانوں میں رشتہ ازدواج کے آغاز کا پہلا ثبوت ملتا ہے۔ عبد المطلب بن ہاشم (تقریباً ۴۹۷، ۱۲۷ ق ھ ۵۰۰، ۵۷۰ء) جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اور خاندان ہاشم کے سربراہ اور قریش مکہ کے عظیم ترین شیوخ میں سے ایک تھے اپنی چھ دختروں اور بارہ فرزندوں میں سے دو دختر اور ایک فرزند کی شادی اموی خانوادہ میں کی تھی۔ زبیری کے بیان کے مطابق عبد المطلب کی

---

[1] زبیری (ابو عبد اللہ مصعب) کتاب نسب قریش، مرتبہ، لیفی بروفنسال، مصر ۱۹۵۳ء ص ۱۵، ۱۷، اور ۹۷، ۹۸، ہاشم کے عہد کے لئے ملاحظہ ہو، خیر الدین زرکلی، الاعلام قاہرہ، جلد نہم ص ۸۴ جو صحیح نہیں ہے کیونکہ ہاشم اور ان کے فرزند عبد المطلب کا سن پیدائش ایک ہے یعنی ۱۲۷ ق ھ، ۵۰۰ء [2] زبیری ص ۹۷، ۹۸، نہایۃ الادب، ص ۳۷۹ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، مرتبہ ایلزہ لیختن سٹیٹر محمد حمید اللہ، حیدرآباد دکن ۱۹۴۲ء ص ۶۳، ۱۶۲؛ ابن حزم اندلسی، جمہرۃ الانساب العرب، مرتبہ لیفی بروفنسال قاہرہ ۱۹۴۸ء ص ۱۲، [3] زبیری ص ۲۰، ۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑی صاحبزادی جن کا نام بیضاء اور کنیت ام حکیم تھی اموی خانوادہ کے ایک ممتاز فرد کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس سے منسوب ہوئی تھیں[۱]۔ غالباً یہ پہلا رشتہ تھا جو ان دونوں خاندانوں کے درمیان چھٹی صدی عیسوی کے وسط یعنی ۵۵۵ء سے کافی پہلے ہوا ہوگا۔ ان کے بطن سے عامر بن کریز اور ارویٰ بنت کریز نامی تین بچے ہوئے تھے، جن میں موخر الذکر خاتون حضرت عثمان بن عفان خلیفۂ سوم کی ماں تھیں[۲]۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان غنیؓ اموی عبدالمطلب ہاشمی کے پرنواسے، ابو طالب ہاشمی اور عباس ہاشمی کے نواسے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے تھے[۳]۔

عبدالمطلب ہاشمی کی دوسری بیٹی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور صحابیہ پھوپھی حضرت صفیہ کی پہلی شادی کا ذکر اگرچہ زبیری نے نہیں کیا ہے تاہم ابن سعد، ابن قتیبہ، محمد بن حبیب بغدادی، بلاذری اور ابن حزم وغیرہ کا اتفاق ہے کہ ان کی پہلی شادی مشہور اموی سردار حرب بن امیہ (متوفی ۳۶ ق ھ / ۵۸۶ء) کے ایک بیٹے حارث سے ہوئی تھی[۴]۔ ابن سعد

---

[۱] زبیری ص ۱۸، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۵۸ء، ہشتم ص ۴۵، ابن قتیبہ دینوری، المعارف بتحقیق ثروت عکاشہ، مصر ۱۹۶۰ء ص ۱۲۸ اور ۱۹۱، محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق فی اخبار قریش، مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء ص ۴۱۶، احمد بن یحییٰ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول، ص ۸۸-۹۰۔ [۲] ایضاً، ابن سعد ہشتم ص ۴۵ کی روایت ہے کہ ان کے چار بچے ہوئے تھے چوتھے کا نام طلحہ تھا۔ ارویٰ بنت کریز کے لئے ملاحظہ ہو ابن سعد ہشتم ص ۲۲۹ ابو الفرج اصبہانی، کتاب الاغانی، بیروت ۱۹۵۹ء، اول ص ۹۔ [۳] چونکہ ارویٰ بنت کریز نے عقبہ بن ابی معیط سے شادی کی تھی اس لئے ننہال کی طرف سے عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کے بیٹے اور بیٹیاں ولید، خالد، عمارہ، ام کلثوم ام حکیم اور ہند سب کے سب عبدالمطلب ہاشمی کے نواسے تھے۔ بلاحظہ ہو زبیری ص ۱۰۱ ابن سعد ہشتم ص ۴۵۔ [۴] ابن سعد ہشتم ص ۴۱، معارف ص ۱۲۸، کتاب المنمق ص ۴۱۶، انساب الاشراف اول ص ۹۰، جمہرہ ص ۱۰۲، نیز ملاحظہ ہو حرب کی تاریخ وفات کے لئے اعلام، دوم ص ۱۸۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بلاذری کا بیان ہے کہ اس رشتہ سے حارث کی ایک بیٹی صفیا پیدا ہوئی تھی[1]۔ غالباً یہ شادی چھٹی صدی عیسوی کے وسط کے بعد کسی وقت ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد ہی حضرت صفیہ، عوام بن خویلد اسدی کے نکاح میں آئیں جن سے مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام اسدی (۲۸ق ھ ۳۶ھ، ۵۹۶، ۶۵۶) پیدا ہوئے[2]۔ علاوہ ازیں عبدالمطلب کی تیسری بیٹی امیمہ اگرچہ خاص اموی خاندان میں نہیں بیاہی گئی تھیں تاہم ان کے حلف جحش بن رئاب اسدی سے منسوب تھیں[3]۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے قبائلی سماج میں حلیف اسی خاندان کا رکن شمار ہوتا تھا جس سے وہ رشتۂ حلف استوار کرتا تھا۔ چنانچہ ماہرین انساب اور عرب مؤرخین موالی اور غلاموں کو بھی آقاؤں یا مربیوں کے خاندان میں شمار کرتے تھے[4]۔

اپنی تین دختران نیک صفات کے علاوہ عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے ایک مشہور

---

[1] انساب اول ص ۹۰ کے مطابق صفیا کی شادی ربیعہ بن اکثم بنی عامر بن غنم بن دودان سے ہوئی تھی جو بدری صحابی تھے۔ اور خیبر میں شہید ہوئے۔ حضرت ربیعہ کے لئے ملاحظہ ہو، ابن سعد، سوم ص ۹۵، جلد ہشتم ص ۴۱، جمہرہ کا بیان ہے (ص ۱۶۱) کہ اس سے حارث کی نسل نہیں چلی۔ [2] حضرت زبیر بن عوام کے لئے ملاحظہ ہو ابن سعد سوم ص ۱۳، ۱۰۰، اعلام سوم ص ۷۴ [3] زبیری ص ۹۱، ابن سعد، ہشتم ص ۴۵، ۶۰، بلاذری اول ص ۸۸ اور ۱۹۹، کتاب المنمق ص ۵۴، مؤخر الذکر کے مطابق جحش بن رئاب جب اپنے خاندان کے ساتھ مکہ آکر سکونت پذیر ہوئے تو انہوں نے حلف کا رشتہ بنو امیہ سے استوار کیا لوگوں نے کہا کہ تم نے بنو ہاشم کا گھرانہ جو معزز ترین ہے کیوں چھوڑ دیا، تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ شرف رہ گیا تو ہم ان سے ازدواجی رشتہ قائم کریں گے اور قائم کرلیا۔ [4] مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے بدری صحابہؓ کی فہرست ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ از اے گلیوم لندن ۱۹۵۵ء ص ۳۲۷، ۳۲۷، واقدی، کتاب المغازی مرتبہ مارسڈن جونس، آکسفورڈ ۱۹۶۶ء ص ۱۵۲، ۱۵۷۔ ابن سعد سوم انساب الاشراف اول ص ۳۸۸، ۲۹۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بدنام و بدکردار بیٹے ابولہب جس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا کی شادی بھی اموی خاندان میں کی تھی یہ حسن اتفاق ہے کہ اگر حرب اموی کے ایک بیٹے کی شادی عبدالمطلب ہاشمی کی بیٹی سے ہوئی تھی تو حرب کی بیٹی مشہور حمالۃ الحطب[1] ام جمیل عبدالمطلب کے فرزند ابولہب ہاشمی سے منسوب تھی[2]۔ اس کے بطن سے تین بیٹے عتبہ، معتّب، اور عتیبہ اور تین بیٹیاں درّہ، عزّہ، اور خالدہ ہوئی تھیں۔ عتیبہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے مگر باقی دو صاحبزادے مشرف باسلام ہوئے اور مکہ میں ان کی نسل چلی صاحبزادیوں میں سے ایک حضرت درّہ بعد میں حضرت زید بن حارثہ کلبی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام مولیٰ تھے کے نکاح میں بھی رہیں[3]۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت اہم ہے کہ انساب نگاروں نے ابولہب ہاشمی کی صرف اسی ایک شادی کا ذکر کیا ہے۔ عربوں میں تعدد ازدواج کے پس منظر میں یہ رشتہ اور اہم بن جاتا ہے کہ ابولہب ہاشمی نے ام جمیل اموی کے سوا اور کسی سے شادی نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں کا رشتہ ازدواج کم و بیش پچاس سال قائم رہا۔ کیونکہ ابولہب کا انتقال بدر کے فوراً بعد ۲ھ ۶۲۴ء میں ہوا تھا[4]۔

ہاشمی اور اموی خانوادوں کے درمیان جو ازدواجی تعلقات زمانۂ جاہلیت میں چھٹی صدی عیسوی کی نصف اول کی آخری دو دہائیوں میں شروع ہوئے تھے، وہ عہد نبوی میں بھی جاری رہے۔ اگرچہ اسلامی عہد کے صدر اول میں بھی دونوں خاندانوں کے درمیان

---

[1] قرآن کریم سورہ ابی لہب (سورہ نمبر ۱۱۲)، [2] زبیری ص ۸۹، ابن سعد چہارم ص ۵۹ معارف ص ۱۲۵، انساب الاشراف اول ۹۰، ازرقی، کتاب اخبار مکہ مرتبہ فرڈی نند وسٹنفلڈ، بیروت ۱۹۶۴ء، ص ۲۲۳، جمہرہ ص ۶۵، نیز ابن سعد ہشتم ص ۵۱، ۵۲، [3] ابن سعد سوم ص ۴۵، [4] اعلام چہارم ص ۱۳۴، ام جمیل کا مزید ذکر باوجود تلاش بسیار کہیں نہ مل سکا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شادی بیاہ کے تعلقات عہد جاہلی کی طرح کافی محدود پیمانہ پر قائم ہوسکے تھے غالباً اس کی کوئی شعوری وجہ نہیں تھی تاہم ہوسکتا ہے کہ کسی طور قبائلی خاندانی اور تجارتی اتحاد و معاہدہ کی وہ فضا ر بھی اس کیلئے ایک حد تک ذمہ دار رہی ہو جس کی وجہ سے بنو ہاشم بنو امیہ دو الگ الگ گروہوں میں منقسم تھے مگر اس سے کسی طرح یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ اس زمانے میں دونوں کے درمیان پائی جانے والی کسی قسم کی رقابت یا دشمنی ان کے باہمی معاشرتی تعلقات کی راہ میں حائل تھی جیسا کہ اس سے قبل کہیں اور میں کہہ چکا ہوں[1] عہد جاہلیت کے تجارتی و معاشی گروہ بندیوں کے باوجود بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان شگفتہ سماجی روابط اچھے تجارتی رشتے اور نازک از دواجی تعلقات برابر قائم رہے۔ اور اس سے کہیں مضبوط تر ازدواجی و سماجی رشتے عہد نبوی میں قائم ہوئے۔ جن رشتوں کی ابتدا عبد المطلب ہاشمی اور حرب بن امیہ اموی نے کی تھی ان کی تجدید ان کے بیٹے اور پوتے بھی کرتے رہے

عہد نبوی میں سب سے پہلا رشتہ غالباً ان دونوں خاندانوں کے درمیان اس وقت ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب (ولادت تقریباً ۳۰ ق ھ ۔ ۵۹۳ء) کا نکاح عبد شمس کے خاندان کی ایک اہم شاخ میں کیا روایات کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ یہ رشتہ اسلام سے قبل ہوا تھا[2]۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ نسبت ۶۱۰ء سے کچھ قبل ہوئی ہوگی جب حضرت زینب کی عمر لو دس برس کے لگ بھگ رہی ہوگی۔ حضرت زینبؓ کے شوہر نامدار کا نام حضرت لقیط بن ربیع عبد العزیٰ بن شمس تھا۔ مگر وہ اپنی کنیت حضرت ابو العاص اموی کے ذریعہ زیادہ معروف ہیں[3]۔ حضرت

---

[1] ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون، بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کا تاریخی پس منظر، مطبوعہ، برہان دہلی جنوری ۱۹۸۸ء [2] ابن اسحاق انگریزی ترجمہ، ۸۱، ۳۱۴، ابن سعد ہشتم ص ۳۶، ۳۰، بلاذری، انساب الاشراف اول، ۱، ۳۹۷ کا بیان ہے کہ یہ شادی نبوت سے قبل ہوئی تھی (بقیہ حاشیہ صد ۱۳ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوالعاص جو سنہ ۸ھ؁ / ۶۲۹ء میں اسلام لے آئے تھے۔ اتفاق سے حضرت زینبؓ کی خالہ کے بیٹے بھی تھے[۱]۔ اس اعتبار سے یہ رشتہ اور مستحکم ہو گیا تھا۔ حضرت زینبؓ اپنی شادی کے بعد سنہ ۲ھ؁ / ۶۲۴ء تک یعنی غزوہ بدر کے بعد تک اپنے شوہر حضرت ابوالعاصؓ کے ساتھ مکہ میں قیام پذیر رہیں[۲]۔ اس دوران ان کے بطن سے حضرت ابوالعاصؓ کی دو اولادیں ہوئیں[۳]۔ ایک صاحبزادے جن کا نام علی تھا اور دوسری دختر حضرت امامہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت چہیتی نواسی تھیں[۴]۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲ کا) [۳] ابن اسحاق ص ۳۱۳، ابن سعد ہشتم ۳۶، ۳۰، انساب الاشراف اول ۳۹۷ کے مطابق ان کا اصل نام لقیط تھا۔ جبکہ المعارف ص ۱۴۱، جمہرہ ص ۷۰، اصابہ نمبر ۶۹۲ کے مطابق ان کا نام قاسم تھا، زبیری ص ۲۲ اور ۱۵۷ پر صرف ان کی کنیت ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص ۵۳، تمام مؤرخین و تذکرہ نویسوں کا اس پر بہرحال اتفاق ہے کہ حضرت ابوالعاص مکہ کے دولتمند، معزز، اور امانتدار تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی دیانت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ جب وہ سنہ ۶ھ / ۶۲۸ء میں مکہ کا ایک کارواں شام لے جاتے ہوئے ایک فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو کر مدینہ آئے اور مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ کی بنا پر نہ صرف ان کو رہا کر دیا بلکہ ان کا تمام سامان بھی واپس کر دیا تو وہ پہلے سب کا مال جا کر واپس کر کے مدینہ آئے اور تب اسلام قبول کیا۔ ملاحظہ ہو واقدی ص ۵۴، ۵۵۳، [۱] زبیری ص ۸، ۱۵۸ کے مطابق ابوالعاص کی ماں کا نام ہالہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ تھا جو ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کی حقیقی بہن تھیں نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول ص ۳۹۷ کتاب المحبر ص ۹۹، ۱۰۰ اور ۱۵۴ ابن اسحاق ص ۳۱۳، کے مطابق یہ رشتہ حضرت خدیجہ نے لگایا تھا کیونکہ وہ حضرت ابوالعاص کو اپنا بیٹا سمجھتی تھیں۔ نیز ملاحظہ ہو، ابن سعد ہشتم ص ۳۱، ۳۰، [۲] ابن اسحاق ص ۴، ۳۱۳ واقدی ۱۳۱، ۱۳۰ ابن سعد دوم ۳۱ بلاذری اول ۳۹۷ طبری دوم ۴۶۹، ۴۷۴ نیز ۷۰، ۱۷۴ المعارف ۱۴۲، ۱۴۱ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض روایات کے مطابق حضرت علی بن ابی العاص اموی کا کمسنی میں انتقال ہوگیا تھا[1]۔ اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ وہ سن رشد کو پہونچ کر شہید ہوئے ہیں[2]۔ حضرت امامہ بن ابی العاص اموی کا ذکر آگے آئیگا[3]۔ جنگ بدر میں حضرت ابوالعاص قریش مکہ کی طرف سے لڑے، گرفتار ہوئے، فدیہ دے کر رہا ہوئے، تو وعدہ کیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو مکہ پہونچتے ہی مدینہ بھیج دیں گے انہوں نے اپنا وعدہ وفا کیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت نیز سیر و تواریخ کی متعدد روایات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حسن سلوک اور کردار کی تعریف و تحسین فرمائی[4]۔ ستمہ ۶۲۸ء میں حضرت ابوالعاص کے اسلام لانے اور ہجرت کرنے کے بعد حضرت زینبؓ پھر ان کے نکاح میں آگئیں۔ مگر وہ اس کے بعد زیادہ دنوں زندہ نہ رہیں۔ اور آغاز ۸ھ وسط ۶۲۹ء میں سہاگن انتقال فرمایا[5]۔ اس طرح حضرت ابوالعاص اموی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاہرت کا شرف کم و بیش بیس سال حاصل رہا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۳ کا) [3] زبیری ص ۲۲، اور ۵۹۔ بلاذری اول ص ۴۰۰، جمہرہ ص ۷۰۔ [4] ایضاً، نیز ملاحظہ ہو بخاری کتاب الصلوٰۃ، میں حضرت ابوقتادہ انصاریؓ کی روایت، نسائی باب ادخال الصبیان فی المساجد، ابن سعد ہشتم ص ۲۴، ۳۹۔

[1] و [2] زبیری ص ۲۲، بلاذری اول ص ۴۰۰، جمہرہ ص ۷۰، ابن عساکر کے مطابق جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ [3] مضمون ہذا کا ص ۲۳، ۲۷، اور ۳۰، ۲۸۔ [4] ابن اسحاق ص ۳۱۴، واقدی ۱۳۱ بلاذری ۹۹، ۳۹۷، طبری دوم ۴۷۰، ۱۷، نیز ابن سعد ہشتم ۳۲، بخاری باب فضائل اصحاب النبیؐ مورخین کا متفقہ بیان ہے کہ بعثت نبویؐ کے بعد قریش مکہ نے ابوالعاص اموی کو مجبور کرنا چاہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدیں مگر انہوں نے صاف انکار کردیا تھا جبکہ دوسری طرف خود نبی کریم صلعم کے چچا نے اپنی دونوں بہوؤں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو طلاق دلوادی تھی رسول کریمؐ نے اسی پر ابوالعاص کی تعریف و تحسین فرمائی تھی۔ نیز ملاحظہ فرمایئے مورخ بن عمر السدوسی (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

© rasailojaraid.com

بعثت نبوی کے آغاز ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت رقیہ رض (ولادت ۳۳ قبل نبوت تقریباً ۵۷۷ء) کی دوسری شادی حضرت عثمان بن عفان اموی سے غالباً ۲ء/۶۱۳ء کے لگ بھگ کی تھی۔ حضرت رقیہ کی پہلی شادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب ہاشمی کے بڑے صاحبزادے عتبہ سے ہوئی تھی۔ اور آنجناب کی تیسری دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بھی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں[۱۰]۔ لیکن جب قریش کے دباؤ میں آکر ان دونوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی، تو حضرت رقیہ رض حضرت عثمان رض اموی کے نکاح میں آگئیں۔ اور میاں بیوی دونوں نے نبوت کے پانچویں سال یعنی ۶۱۵ء میں حبشہ کو ہجرت کی[۱۱]۔ وہاں حضرت عثمان رض کے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے، جن کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ زبیری کے بقول حضرت عثمان کی کنیت ابوعبداللہ انہیں کے نام پر تھی۔ حضرت رقیہ ان کو لے کر مدینہ آئیں[۱۲]۔ حضرت عثمان غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ کے حکم سے حضرت رقیہ رض کی تیمارداری میں مصروف تھے جو اس زمانہ میں بیمار تھیں۔ اور آخر کار عین فتح کے دن ۱۷ رمضان ۲ھ

حاشیہ صفحہ ۱۷۱: [۱۰] کتاب حذف من نسب قریش۔ مرتبہ ڈاکٹر صلاح الدین المنجد، قاہرہ ۱۹۶۰ء ص ۴۰،
[۱۱] بلاذری اول ص ۴۰۰، ابن سعد ہشتم ص ۳۲،

[۱۲] زبیری ص ۲۲، بلاذری اول ۴۰۱، جمہرہ ص ۱۴، نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۴، ۲۳۳،
طبری دوم ص ۴۷، ۱۱۴، معارف ص ۶، ۱۲۵، [۱۳] زبیری، ۲۲، ابن اسحاق ۱۴۶، ابن سعد سوم
ص ۱۵۵، ہشتم ص ۳۶، طبری دوم ۳۳۰، نیز ملاحظہ ہو، بلاذری اول، ۴۰۱، اور معارف ۲۴ اور
۱۹۱۔ [۱۴] زبیری ص ۲۳، بلاذری اول ۴۰۱، جمہرہ ۱۴، کے مطابق عبداللہ بن عثمان اموی نے
برس کی عمر میں وفات پائی ابن سعد سوم ص ۵۴ کا بیان ہے کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں
چونچ ماردی تھی جس کی وجہ سے ان کا انتقال جمادی الاولی ۴ھ/اکتوبر ۶۲۵ء میں ہوا نیز ملاحظہ ہو
ابن اثیر، الکامل فی التاریخ بیروت ۱۹۶۵ء، سوم ص ۶، ۱۸۵،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۵ر مارچ ۶۲۴ء کو دس سال سے زیادہ کی رفاقت کے بعد اپنے رب سے جا ملیں۔[1]

حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم بھی حضرت عثمان غنیؓ اموی کے حبالۂ نکاح میں آئیں۔ روایات کے مطابق ان کی شادی ربیع الاول ۳ھ اگست ستمبر ۶۲۴ء میں ہوئی تھی[2] وہ حضرت عثمان کے ساتھ چھ برس رہیں اور شعبان ۹ھ نومبر ۶۳۰ء میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۲۲ سال تھی گویا کہ ان کی ولادت بعثت نبوی سے تین سال قبل مطابق ۶۰۸ء میں ہوئی تھی اور شادی کے وقت ان کی عمر سولہ سال کے قریب تھی۔ ان سے حضرت عثمان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔[3] ابن سعد بلاذری وغیرہ مؤرخین کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم کے انتقال کے بعد فرمایا تھا کہ اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی (یا ایک روایت کے مطابق دس بیٹیاں ہوتیں) تو ان کی بھی شادی عثمان سے کر دیتا۔[4] اس سے حضرت عثمانؓ کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حاصل تھی۔ صحیح بخاری اور دوسرے مؤرخین کے یہاں متعدد روایات ایسی ہیں جن

---

[1] ابن اسحاق ص ۳۲۸، ابن سعد سوم ص ۵۶، ہشتم ۳۶، ۳۷، زبیری ۲۳، الکامل سوم ۱۸۵-۶، جمہرہ ص ۱۵۔ ۱۴، مؤخر الذکر دونوں کے مطابق حضرت رقیہ کی عمر وفات کے وقت بچیس سال کے قریب تھی۔ نیز ملاحظہ ہو، بلاذری اول ۴۰۱۔

[2] طبری دوم ص ۴۰۹، ۴۱۰ میں ہے کہ واقدی کی روایت کے مطابق ربیع الاول ۳ھ میں شادی ہوئی اور دو ماہ بعد جمادی الآخرہ میں رخصتی ہوئی نیز ملاحظہ ہو ابن سعد ہشتم ص ۳۷، زبیری ص ۲۳، المعارف ص ۱۴۲، جمہرہ ص ۱۵، ۱۴۔

[3] ابن سعد ہشتم ص ۳۸، بلاذری اول ص ۴۰۱، المعارف ۱۴۲، جمہرہ ص ۱۵، ۱۴۔

[4] ابن سعد ہشتم ص ۳۸، سوم ۵۶ نیز بلاذری اول ۴۰۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ان کی تعریف بحیثیت داماد رسول آئی ہے[۱۲] اور اسی دوہری نسبت کی بنا پر ان کو عثمان ذی النورین (عثمان دو نور والے) کا لقب ملا تھا۔

سنہ ۷ھ/۶۲۸ء میں خود رسول کریم صلی اللہ کی ایک شادی اموی خاندان میں ہوئی جو اپنے مخصوص طریقہ اور حالات کی وجہ سے بہت اہم ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب اموی جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے بلکہ مسلمانوں کے خلاف قریشی افواج کی قیادت کرتے رہے تھے، کی ایک صاحبزادی حضرت ام حبیبہ جن کا اصل نام رملہ بنت ابی سفیان تھا جو اولین مسلمانوں میں سے تھیں اموی خاندان کے ایک حلیف حضرت عبید اللہ بن جحش اسدی سے منسوب تھیں۔ انہوں نے نبوت کے پانچ سال یعنی سنہ ۶۱۵ء میں اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبید اللہ عیسائی ملک کے اثرات سے مغلوب ہو کر عیسائی ہو گئے تو حضرت ام حبیبہ جو ان کی حبیبہ نامی بچی کی ماں بن چکی تھیں، شوہر سے الگ ہو گئیں، اور اسلام پر قائم رہیں۔ سنہ ۵ھ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ احزاب کے بعد جنگ

---

۱۲ بخاری باب فضائل اصحاب النبیؐ، ابن سعد ہشتم ص ۵۴، بلاذری اول، ص ۲۰۱-۴۰۲، تو خرالذکر میں زہری کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے حضرت ام کلثوم کی شادی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اشارۂ آسمانی پر کی تھی کیونکہ حضرت عثمان کو اپنی پہلی بیوی حضرت رقیہؓ کے انتقال سے قلبی رنج ہوا تھا۔ اور وہ ان کی قبر پر برابر حاضری دیتے اور روتے تھے۔ بلاذری ہی کی روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ ایک دن سخت گریہ وزاری میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گذر ہوا آپؐ نے سبب پوچھا تو حضرت عثمانؓ نے گلوگیر آواز میں عرض کیا: یا رسول اللہ آپ سے شرف دامادی (صہر) کے ختم ہونے کے سبب رو رہا ہوں! آپؐ نے فرمایا! ہرگز نہیں صہر رشتہ داری، دامادی کو موت ختم نہیں کرتی طلاق ضرور کاٹ دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com

جبال کے ایک مشکل طویل مرحلے کے بعد فرصت ملی تو آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری
کو نجاشی حبشہ کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے ملک میں مقیم مسلمان مہاجروں کو مدینہ واپس بھیج
دیں۔ اور حضرت ام حبیبہ کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیں[1] مہاجروں کی
واپسی کے پیچھے صرف یہی عامل کارفرما نہیں تھا کہ مدینہ میں مسلمانوں کو ایک مستحکم حکومت
میسر آگئی تھی کیونکہ جو مدینہ سیکڑوں مہاجروں کو پناہ دے سکتا تھا وہ حبشی مہاجر
کی قلیل تعداد کا بھی کفیل بن سکتا تھا۔ غالباً اس کے پیچھے یہ مصالح جاریہ بھی محرک رہا ہوگا
کہ نو مسلم مہاجروں کے طبقے کو ایک غیر ملک کے غیر اسلامی اثرات سے بھی بچایا جائے
اور اس کی تحریک دو ایک کمزور مسلمانوں کے ترک اسلام سے ہوئی ہوگی:

بہرکیف! یہ موضوع دوسرا ہے یہاں سخن گسترانہ بات آپڑی تھی اس لئے
ضمناً ذکر آگیا۔ اصل موضوع تھا حضرت ام حبیبہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح
کا۔ طبری کے مطابق حضرت ام حبیبہ کو جب رسول کریم کا پیغام پہونچا تو[2] انھوں نے اپنے ایک
قریبی عزیز حضرت خالد بن سعید بن عاص اموی کو اپنا وکیل مقرر کیا اور انھوں نے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح کیا۔ نجاشی حبشہ نے خطبۂ نکاح پڑھا اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اور مقررہ مہر چار ہزار دینار
بھی ادا کردیے۔ اس کے علاوہ حضرت ام حبیبہؓ کو تحائف بھی دیے۔ سنہ۷ھ کے آغاز اور وسط
سنہ۷ھ میں حضرت ام حبیبہؓ اور دوسرے مہاجرین حبشہ کے ساتھ مدینہ پہونچیں، جب آنجناب
فتح خیبر کی مہم میں مصروف تھے۔ حضرت ام حبیبہؓ کی ولادت سترہ[3] سال قبل بعثت یعنی تقریباً
۵۹۳ء میں ہوئی تھی۔ اس اعتبار سے شادی کے وقت ان کی عمر پینتیس ۳۵ برس لگ بھگ تھی
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تین سال اور تین ماہ کے قریب رہیں۔ ...

۱؎ ابن ہشام (ضمیمہ جات بر سیرت ابن اسحاق انگریزی ترجمہ) ص ۷۹۳ طبری دوم ص ۱۵۴ ...

© rasailojaraid.com

...سے بیوگی کا تقریباً تیس سال کا زمانہ گذار کر ۴۴ھ یا ۶۶۵ء میں فوت ہوئیں۔ تاریخ اسلام کے ہر طالب علم کو معلوم ہے کہ ازواج مطہرات کو ام المومنین کا درجہ حاصل تھا کیونکہ وہ بیوگی کے زمانے میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں تھیں۔ ابوسفیان اموی کو جب حضرت ام حبیبہ رضؓ کے نکاح کی خبر ملی تھی تو انہوں نے عربی کا ایک محاورہ کہا تھا، جس کا مفہوم یہ تھا کہ یہ رشتہ باعث عار نہیں ہے؂۔ اسی ضمن میں ایک اور واقعہ کا ذکر بھی کر دیا جائے جس سے ایک طرف تو حضرت ابوسفیان بن حرب اموی جن کے بارے میں مسلمانوں میں عام طور پر غلط فہمی اور بدگمانی پائی جاتی ہے کے شریفانہ رویہ اور اس سے بڑھ کر ان کے کردار کا ثبوت ملتا ہے اور دوسری طرف بنو ہاشم اور بنو امیہ کے اس دور میں سماجی تعلقات پر روشنی بھی پڑتی ہے۔ واقعہ ابن کثیر کا بیان کیا ہوا ہے؂ کہ اسلام لانے کے بعد کسی وقت

۱؎ ابن سعد سوم ص ۱۶۵، المحبر ششم ۹۶، ۹۹، زبیری ۱۰۰، اور ۱۲۲، ۱۲۳، بلاذری اول ۲۰۰، ۱۹۹ بکتاب المحبر ۸۹، طبری دوم ۵۴، ۶۵۳، زبیری قطعیت کے ساتھ کہتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضؓ کا اصل نام رملہ تھا۔ اس کی تائید دوسرے مورخین و ماہرین انساب کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے اس لیے ان کے اور ناموں کی روایات بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتی ہیں۔

۲؎ البدایہ والنہایہ، قاہرہ ۱۳۵۱ھ پنجم ص ۲۵۴، ہشتم ص ۱۱۹ اور ۱۲۱، کی یہ روایت میں نے اپنے عظیم القدر دوست ڈاکٹر مسعود الرحمن ندوی، ریڈر، مرکز دراسات عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، کے علمی اور تحقیقی مقالہ، ابن کثیر "حیاتہ و مولفاتہ" شائع کردہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۷۱ء ص ۶۰، ۱۵۹ سے لی ہے جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔ ڈاکٹر مسعود ندوی کی تحقیق کے مطابق ابن کثیر نے اس موضوع پر ایک مختصر مگر مستقل رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا عنوان تھا "انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزواج من عزۃ بنت ابی سفیان" ڈاکٹر ندوی اس رسالہ کو ابن کثیر کی بجز معروف تصانیف (المولفات المجہولہ) میں شمار کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غالباً ۸ھ اور ۳؁ھ ۱۰ کے درمیان حضرت ابوسفیان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسفیان کی ایک اور دختر نیک اختر حضرت عزہ بنت سفیان اموی سے عقدِ نکاح کر لیں کہ اس طرح مؤخر الذکر کو دوہرا شرف صہارت حاصل ہو جائے گا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رشتۂ عقد سے اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ قرآن کریم دو سگی بہنوں کے ایک حبالۂ نکاح کو ایک وقت میں اجتماع کو حرام قرار دیتا ہے۔[1]

عہدِ نبوی ہی میں کسی وقت بنو ہاشم کے ایک اور فرد حضرت حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے اموی خاندان سے رشتۂ ازدواج جوڑا تھا یہ حسن اتفاق ہے کہ ان کی شادی بھی حضرت ابوسفیان بن حرب اموی کی دوسری دختر حضرت ہند بنت ابی سفیان سے ہوئی تھی جو حضرت ام حبیبہ ام المومنین کی بہن تھیں، اس اعتبار سے حضرت حارث بن نوفل بن حارث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے، یہاں غالباً یہ گریز بے محل نہ ہوگا کہ عربوں میں ہم زلف کے رشتے کو غالباً خاصی اہمیت حاصل تھی، چنانچہ بلاذری سالف رسول کے نام سے ایک باب میں، کے تمام ہم زلفوں کا ذکر تفصیل و احتیاط سے کرتا ہے،

---

[1] ابن کثیر کی اس روایت کے مطابق حضرت ابوسفیانؓ نے رسول کریم سے تین درخواستوں کی قبولیت چاہی تھی: اول یہ کہ کافروں سے مقاتلہ کے لئے ان کو مسلم فوج کا امیر بنایا جائے تاکہ وہ اسلام کے لئے اسی طرح جنگ کریں جس طرح مسلمانوں کے خلاف پہلے کیا کرتے تھے۔ دوم حضرت معاویہ رضؓ کو اپنی جناب میں کتابت "تحریر لکھنے" کتابت کا عہدہ سونپ دیں، اور سوم ان کی دوسری بیٹی عزہ سے شادی کر لیں پہلی دو درخواستیں قبول ہوئیں مگر تیسری بوجوہ معلوم نامنظور ہوئی، زبیری ۲۷، ۱۲۳، اور جمہرۃ ۱۰۲، حضرت ابوسفیان کی عزہ نامی کسی دختر کا ذکر نہیں کرتے بلکہ قرآن مجید سورۃ نساء آیت ۲۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہرکیف :۔ حارث ہاشمی کے ہند اموی کے بطن سے چار بیٹے اور اتنی ہی بیٹیاں ہوئی تھیں اور ان کی نسلیں خوب پھلی پھولی تھیں۔ اس رشتہ سے حارث ہاشمی کے سب سے بڑے فرزند حضرت عبداللہ بن حارث ہاشمی جو ببّہ کے خوبصورت لقب سے معروف تھے عہد نبوی میں پیدا ہوئے تھے، اور غالباً خاصی عمر کو پہونچ سکے تھے۔[1] اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے یہ رشتہ ہجرت سے قبل مکہ میں ہوا ہوگا کیونکہ اس شادی کی قطعی تاریخ کا کہیں ہلکا سا بھی اشارہ نہیں ملتا اگر یہ مفروضہ صحیح ہے تو بعثت نبوی کے زمانے میں جب اسلام و کفر کی آویزش اپنے شباب پر ہوگی یہ رشتہ ہوا ہوگا اور اس پس منظر میں اس کی سماجی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

غزوہ حنین (شوال سنہ ۸ھ جنوری سنہ ۶۳۰ء) کے بیان میں واقدی[2] ضمناً بنو ہاشم اور بنو امیہ کا عظیم خاندانوں کے درمیان ایک بڑے اہم رشتے کا ذکر کرتے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے اس رشتہ کا ذکر عہد جاہلیت کے اواخر یا عہد نبوی کے ابتدا میں آنا چاہیے، مگر چونکہ اس رشتہ

۱؎ مورخ سدوسی ص ۱۴۷، ۱۴۳، بلاذری اول ۴۴۴، کے مطابق حارث بن نوفل ہاشمی کے بچوں کے نام تھے، عبداللہ بن حارث ببّہ، محمد اکبر، ربیعہ، عبدالرحمن، رملہ، ام زبیر، ظریبہ، اور ایک گمنام بچی۔ زبیری ص ۸۶، نے ان کے صرف ایک صاحبزادے عبداللہ ببّہ کا ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو ابن سعد پنجم ص ۲۵، ۲۴، اور ہشتم ص ۴۶، جمہرہ ص ۷۳، ابن درید ازدی، الاشتقاق گوٹنگن ۱۸۵۴ء، اول ص ۴۴، کے مطابق حضرت عبداللہ کو ببّہ کا لقب ان کی ماں نے پیار میں دیا تھا کتاب المنمق میں حارث بن نوفل ہاشمی کی بیوی کا نام ہند بنت ابی سفیان بن حارث بن نوفل مذکور ہے جو صراحتاً غلط ہے کیونکہ ابن سعد زبیری اور ابن حزم وغیرہ حضرت ہند کے تعارف میں مزید صراحت یہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کی بہن تھیں۔ پھر بلاذری نے حضرت ام حبیبہؓ کی طرف سے حضرت حارث کو سالف رسول کہہ کر ناقابل تردید وضاحت کر دی ہے۔ ۲؎ واقدی ۹۶۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ہونے کی قطعی تاریخ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا اور اس کے آغاز کی تاریخ محض تخمین واستقرار پر ہے اس لئے اس کا ذکر عہد نبویؐ کے آخر میں اس وجہ سے کیا جارہا ہے کہ کم ازکم اس زمانے میں ہم کو اس رشتہ کا ایک امر واقعی ہونے کا حتمی علم ہوتا ہے۔ بہرحال واقدی کا بیان ہے کہ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب ہاشمی کی ایک زوجہ کریمہ مشہور اموی سردار ولید بن عتبہ بن ربیعہ اموی جو غزوہ بدر در رمضان ۲ھ مارچ ۶۲۴ء میں اپنے باپ عتبہ اور چچا شیبہ بن ربیعہ اموی کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا،[لہ] کی بیٹی حضرت فاطمہ تھیں[لہ]۔ واقدی کا یہ بیان اس جگہ مذکور رہے جہاں وہ جنگ میں حاصل شدہ غنائم کو ایک جگہ جمع کرنے اور غبن نہ کرنے یا کسی چیز کو نہ چھپانے کے نبویؐ حکم کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عقیل کو ایک سوئی رابرہ ملی تھی جو اپنی بیوی کے پاس اس غرض سے لے آئے تھے کہ وہ اس سے کپڑے سیا کریں گی مگر اعلان رسول کریم سنتے ہی دونوں میاں بیوی نے اس معمولی چیز کو بھی رکھنا گوارا نہیں کیا اور فوراً واپس کردیا اس کے علاوہ اس رشتہ کے بارے میں کہیں اور کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ مگر تمام قرائن یہی کہتے ہیں کہ یہ شادی ابوطالب ہاشمی

لہ ولید بن عتبہ بن ربیعہ اموی اور اس کے باپ و چچا کے لئے ملاحظہ ہو۔ ابن اسحاق ص ۲۹۶ اور آگے واقدی ص ۷۰، ۷۵۔ ابن سعد دوم ص ۱۶، ۱۷۔ زبیری ص ۱۵۲، اور بلاذری اول ص ۱۹۰ طبری دوم ۵۱۴، ۱۴۹۔ جمہرہ ۱۷، ۷۶، نیز ملاحظہ ہو سعد دوم ص ۳۹، جو ان تینوں کو جاہلیت کے دور میں عظماء قریش کہتے ہیں۔ ٹہ زبیری ص ۱۵۲، اور دوسرے ماہرین انساب عرب جیسے بلاذری وغیرہ ولید بن عتبہ کی اولادوں میں کسی فاطمہ کا ذکر نہیں کرتے۔ زبیری کا نے اس کی صرف دو اولادوں عاصم اور ہند کا ذکر کیا ہے ابن حزم، جمہرہ ص ۷۰ اگرچہ ولید کی دو ہی اولادوں کا ذکر کرتے ہیں اور لڑکے کا نام عاصم بتاتے ہیں مگر لڑکی کا نام فاطمہ ذکر کرتے ہیں مگر وہ تشریح میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ موخرالذکر کی شادی حضرت ابی الجعد ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم سے ہوئی تھی۔ مگر غالباً ابن حزم نے فاطمہ بنت ولید بن عتبہ کو ان کی پھوپھی فاطمہ بنت عتبہ سے خلط ملط کردیا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔

© rasailojaraid.com

(متوفی تقریباً ۳ ق ھ مطابق ۶۱۹ء) میں انہیں کی سلسلہ جنبانی سے ہوئی ہوگی اس کی تائید میں دو باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عقیلؓ اپنے مشہور ترین بھائی حضرت علیؓ سے ماہرین انساب و مورخین کے مطابق کم و بیش بیس سال بڑے تھے[1] اس اعتبار سے بعثت نبوی کے وقت ان کی عمر لگ بھگ تیس سال رہی ہوگی اور عرب کے قبائلی سماج میں اس عمر تک پہونچتے پہونچتے مرد کئی بچوں کا باپ بن چکتا تھا۔ دوم یہ کہ ابوطالب ہاشمی اور ان کے بھائی حضرت عباسؓ ہاشمی کے تعلقات بنو امیہ کے کئی گھرانوں سے بڑے شگفتہ، قریبی اور محبت آگیں تھے جن کا مطالعہ ہم کہیں اور کریں گے[2]۔ اور فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ اموی انہیں گھرانوں میں ایک کی دختر تھیں۔ ایک تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی تھی کہ خود حضرت عقیلؓ کے اپنے مراسم بنو امیہ کے لوگوں سے بہت اچھے تھے اور جیسا کہ آئندہ ابھی ذکر آئے گا وہ بنو امیہ سے بنو ہاشم کی بہ نسبت زیادہ قریب تھے اور ہوسکتا ہے کہ انہیں تعلقات کی بنا پر بنو امیہ سے ازدواجی روابط ہوئے ہوں، یا اس

---

[1] زبیری ص ۳۰۵ کا بیان ہے کہ ابوطالب کے چار بیٹے تھے، طالب، عقیل، جعفر اور علی، اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان دس سال کا فرق تھا نیز ملاحظہ ہو المعارف ص ۱۲۰ اور ص ۲۰۳ ابن سعد چہارم ص ۲۴، [2] ملاحظہ ہو خاکسار کا آئندہ مضمون "بنو ہاشم عہد اموی میں" نیز ملاحظہ ہو ابن سعد چہارم ۴۳، ۴۴، حضرت عقیل ابن ابی طالب نے غالباً غزوہ موتہ سے کچھ قبل اول ۸ھ آخر ۶۲۹ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے تھے، پھر وہ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اس کے بعد کسی غزوہ میں ان کی شرکت کا ذکر نہیں ملتا ہے اور نہ ہی خلافت راشدہ میں ان کی عوامی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ البتہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان مسند خلافت پر نزاع کے دوران یہ ذکر ضرور ملتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کو چھوڑ کر حضرت معاویہؓ سے جا ملے تھے اور حضرت معاویہؓ نے ان کو عزت و تکریم سے رکھا تھا۔ حضرت عقیل نے طویل عمر پائی اور حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے برعکس ان ازدواجی تعلقات کی بنا پر وہ بنو امیہ کے قریب آئے ہوں، ماہرین انساب، بہرکیف فاطمہ بنت ولید سے ان کے رشتۂ ازدواج کا ذکر نہیں کرتے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف انہیں رشتوں کو عموماً بیان کرتے ہیں جن سے افراد کی نسلیں چلیں، چنانچہ انساب کی تمام کتابوں میں مختلف عرب قبائل کے مرد و زن کی ان شادیوں کا ذکر اکثر نہیں ملتا خاص کر مردوں کی شادیوں کا جن سے اولاد نہیں ہوئی حضرت عقیلؓ کی غالباً کوئی اولاد فاطمہ بنت ولید اموی سے نہیں ہوئی تھی، اس لئے تذکرہ نگاران انساب نے اس رشتہ کو نظر انداز کر دیا۔[۱]

ابن سعد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عقیل نے کسی وقت عتبہ بن ربیعہ اموی کی ایک صاحبزادی جن کا نام حسن اتفاق سے فاطمہ ہی تھا۔ اور جو کافی دولت مند خاتون تھیں اور جو فاطمہ بنت ولید بن عتبہ کی پھوپھی تھیں، شادی کی تھی فاطمہ بنت عتبہ نے شادی کے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ حضرت عقیل ان کے ضامن بن جائیں اور خرچ فاطمہ کے ذمہ رہیگا۔ حضرت عقیل نے قبول کر لیا اور دونوں کی شادی ہو گئی۔ ابن سعد نے اس سلسلہ میں ایک بڑی دلچسپ روایت بیان کی ہے ان کا بیان ہے کہ جب جب حضرت عقیل فاطمہ بنت عتبہ کے پاس آتے وہ پوچھتیں :۔ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کہاں ہیں؟ ایک دن حضرت عقیل پریشان خاطر آئے اور فاطمہ نے اپنا پرانا سوال حسب معمول پوچھا تو انہوں نے جھلا کر کہا جب تو دوزخ میں داخل ہوگی تو وہ تیرے دائیں بائیں ہوں گے۔ فاطمہ بنت عتبہ ناراض ہو گئیں اور کہا! اب میرا تمہارا ساتھ نہیں قائم رہ سکتا۔ پھر وہ حضرت عثمانؓ کے پاس فیصلہ کے لئے گئیں اور حضرت عثمانؓ نے یہ معاملہ حضرت معاویہ اموی ؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس ہاشمی کے سپرد کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ میں ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دونگا

---

[۱] ابن سعد چہارم صفحہ ۲۳، نیز ملاحظہ ہو زبیری ص ۱۳۶۔

© rasailojaraid.com

رلوی کا بیان ہے کہ ان دونوں نے ان کی مدد کی اور ان کے درمیان صلح کرادی[1]۔ اس پورے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا تعلق عثمانی عہد خلافت سے ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عقیل نے فاطمہ بنت عتبہ سے شادی سنہ ۳۲ھ ۳۳ھ میں کی ہوگی کیونکہ اس سے پہلے ابن سعد زبیری وغیرہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پہلی شادی قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف سے ہوئی تھی جن سے چھ اولادیں ہوئی تھیں۔ پھر ان کی شادی ان کے حقیقی بھائی حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ اموی جو بدری صحابی اور سابقون اولون میں ہیں نے اپنے مولی سالم سے کردی اور وہ اسلام لائیں[2]۔ غالباً حضرت عقیل سے ان کی شادی حضرت سالم کی واقعہ یمامہ (سنہ ۱۲ھ/ ۶۳۳ء) میں شہادت کے بعد ہی ہوئی ہوگی۔ اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی۔ البتہ یہ واضح ہے کہ حضرت عقیل نے بنو امیہ میں دو شادیاں کی تھیں۔ پہلے فاطمہ بنت ولید بن عتبہ اموی سے پھر انہیں کی ہم نام پھوپھی سے اور اگر یہ سچ ہے ——— بظاہر جس کے سچ نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ——— تو عہد نبوی اور عہد خلافت کی معاشرتی تاریخ کا یہ ایک اہم اور خوبصورت سچ ہے۔

عہد نبوی میں قریش کے ان دونوں عظیم خاندانوں کے درمیان جس آخری رشتہ کا علم ہو سکا ہے اس کا اگرچہ بنو ہاشم سے خاص تعلق نہ تھا تاہم وہ رشتہ ازدواج انہیں دونوں خاندانوں کے درمیان ہوا تھا۔ روایات کے مطابق بنو امیہ کی ایک معزز خاتون حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اموی جو مشہور صحابی رسول حضرت ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ کی بہن تھیں اسلام لائیں اور صلح حدیبیہ

---

[1] ابن سعد ہشتم ص ۲۳۸، [2] ایضاً۔ نیز ملاحظہ ہو اشتقاق ص ۵۵، کتاب المحبر ص ۳۰۷، جمہرہ ۱۰۷، اور ۱۴، ۱۵۔

[3] حضرت سالم مولی ابی حذیفہ کے لئے ملاحظہ ہو ابن سعد سوم ص ۸۸، ۸۵۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری ص ۱۵۳، اور ابن سعد ہشتم ص ۲۳۸، فاطمہ بنت عتبہ کی پہلی دو شادیوں کے لئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں۔ معاہدہ حدیبیہ کی ایک شق کی رو سے ان کے دونوں بھائی ان کو واپس مکہ لے جانے کے لئے مدینہ آئے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی واپسی از روئے قانون قرآنی ناجائز قرار دی، اور صلح حدیبیہ کی وہ شق مہاجرات کے حق میں منسوخ ہو گئی۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ میں سے چار ممتاز حضرات زبیر بن عوام قریشی اسدی، عبدالرحمٰن بن عوف زہری، عمرو بن عاص سہمی اور زید بن حارثہ کلبی نے ان کو پیغام دیا۔ حضرت ام کلثوم نے اپنے ماں جائے بھائی حضرت عثمان بن عفان اموی سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے اور مشورہ کرنے کی رائے دی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثومؓ کو حضرت زید بن حارثہ کے انتخاب کا مشورہ دیا اور انہوں نے قبول کر لیا[1]۔ حضرت زید بن حارثہ سے حضرت ام کلثومؓ کی شادی اگرچہ زیادہ دنوں نہیں چلی کیونکہ حضرت زید نے ان کو طلاق دے دی تھی[2] تاہم یہ کیا کم اہم حقیقت ہے کہ بنو امیہ کی ایک معزز خاندانی عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ سے منسوب ہوئی تھی۔ خاص کر اس پس منظر میں کہ اس رشتہ کے طلب گار بڑے خاندانی قریشی صحابہ کرامؓ تھے یہاں یہ ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضرت ام کلثوم اموی ام حکیم بنت عبدالمطلب ہاشمی کی پوتی تھیں اور اس لحاظ سے رسول کریم کی بھتیجی بھی تھیں[3]۔

عہد نبوی میں ہاشمی اور اموی خانوادوں کے درمیان ازدواجی روابط کا مزید ذکر ہماری متداول و دستیاب کتب تاریخ و سیر و انساب میں اب تک نہیں مل سکا۔ لیکن اس سے یہ مطلب نکالنا قطعی غلط ہوگا کہ مذکورہ بالا رشتے ہی تھے جو ان دونوں قریشی عم زاد اور خاندانوں کے درمیان قائم ہوئے تھے۔ اور نہ جانے ایسے کتنے ہی رشتے ہوں گے جو دونوں

---

[1] ابن سعد ہشتم ص ۲۳۰، زبیری ص ۱۵۰۔ [2] دونوں مذکورہ بالا مؤرخین کا بیان ہے کہ اس رشتہ میں حضرت زید کے ایک ان کے ہم نام بیٹے اور ایک صاحبزادی رقیہ پیدا ہوئی تھیں۔ زید تو بچپن میں فوت ہو گئے مگر رقیہ کافی دنوں زندہ رہیں۔ اور حضرت عثمانؓ کی گود میں پرورش پائی۔ قرآنی حکم کے لئے دیکھو سورہ ممتحنہ آیت ۱۰۔ [3] ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں استوار ہوئے ہوں گے۔ لیکن جن کا علم ہم کو نہیں ہو سکا حالانکہ یہ چند رشتے بھی اپنی کیفیت اور کمیت نیز سماجی اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح کم نہ تھے اسی طرح یہ نتیجہ نکالنا بھی گمراہ کن سفر دحنہ ہوگا کہ کسی طرح کی رقابت یا دشمنی ان دونوں خاندانوں کے درمیان مزید ازدواجی تعلقات استوار کرنے کی راہ میں حائل ہوئی ہوگی۔ اس مرحلہ پر بہر حال یہی کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قریشی خاندانوں میں شادی بیاہ کے تعلقات اگر بالفرض قائم نہ بھی ہوئے ہوں تو اس کا سبب کوئی شعوری محرک سماجی مانع یا کوئی سوچا سمجھا منصوبہ نہیں رہا ہوگا۔

خلافت راشدہ کے زمانے میں اموی اور ہاشمی خاندانوں کے درمیان ازدواجی تعلقات سب سے کم قائم ہوتے نظر آتے ہیں بلکہ دو چار رشتوں کے سوا کم و بیش تیس سال کے عرصہ میں کوئی خاص تعلق ان دونوں خاندانوں میں قائم ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن دو ایک رشتے جو اس دور میں ہوئے وہ اگرچہ عددی اعتبار سے بہت کم ہیں تاہم اپنی سماجی تاریخی اہمیت اور اپنے دور رس نتائج کے اعتبار سے چشم بینا اور عقل سلیم کے لیے عبرت نگاہ اور روحانی غذا سے کم نہیں یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ یہ تمام رشتے حضرت علیؓ کے خاندان کے افراد سے ہوئے تھے ذکر گذر چکا ہے کہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ نے دو اموی خواتین سے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی جن میں سے ایک کسی وقت عہد خلافت راشدہ میں ہوئی تھی[۱]۔ دوسرا رشتہ جو غالباً اس دور کا سب سے اہم اور نتیجہ خیز تھا وہ کسی اور نے نہیں خود حضرت علیؓ نے قائم کیا تھا۔ مؤرخین و ماہرین انساب کے مطابق حضرت علی نے حضرت فاطمہ کی بھانجی حضرت امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع اموی سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے بطن سے تھیں شادی کر لی تھی[۲] ابن حزم

۱؎ ملاحظہ ہو ص ۱۹، ۱۸۰ بحوالہ بالا۔ ۲؎ زبیری ص ۲۲ مطابق حضرت ابوالعاص (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا بیان ہے کہ اس رشتہ سے حضرت علیؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی لیکن ابن سعد کی دو روایتوں میں سے ایک کے مطابق اس رشتہ سے حضرت علیؓ کے ایک صاحبزادے محمد الاوسط پیدا ہوئے تھے اگرچہ ان سے حضرت علی کی نسل نہیں چلی تھی[1]۔ البتہ حضرت امامہ بنت ابوالعاص اموی حضرت علی ہاشمی کے ساتھ کم و بیش تیس سال تک یعنی سنہ ۱۱ھ و سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کی شہادت تک رہیں تھیں[2]۔ حضرت امامہ بنت ابوالعاص اموی کے بارے میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ضروری

(حاشیہ ص ۲۷ کا) نے اپنی وفات کے وقت اپنے دوست زبیر بن عوام کو وصیت کی تھی کہ ان کے انتقال کے بعد حضرت امامہ کی شادی کسی مناسب شخص سے کردیں چنانچہ انہوں نے حضرت علی سے ان کا نکاح کردیا۔ نیز بلاذری اول ص ۴۰۰، طبری سوم ص ۲۸۵ اور جمہرہ ۱۴۔

[1] ایضاً زبیری اس مسئلے پر خاموش ہیں انہوں نے حضرت علی کی اولادوں میں کسی محمد اوسط کا ذکر نہیں کیا ہے جو حضرت امامہ کے بطن سے ہوئے ہوں ابن سعد جلد ہشتم ص ۲۳۳، کی ایک روایت ابن حزم کی تصدیق کرتی ہے۔

[2] ابن سعد سوم ص ۲۰، نیز بلاذری اول ص ۴۰۰، مؤرخین و ماہرین انساب کا بیان ہے کہ حضرت علی کی نسل صرف ان کے پانچ صاحبزادوں سے چلی، اگرچہ ان کے چودہ صاحبزادے اور انیس[19] صاحبزادیاں، مختلف بطنوں سے تھیں جن صاحبزادگان گرامی سے ان کی نسل چلی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) حضرت حسنؓ (۲) حضرت حسینؓ (یہ دونوں حضرت فاطمہ بنت رسول کریمؐ کے بطن سے تھے) (۳) حضرت محمد بن الحنفیہ (۴) حضرت عباس بن الکلابیہ اور (۵) حضرت عمر بن التغلبیہ۔ آخری تین صاحبزادوں کی مائیں جن عرب قبائل سے تھیں نہیں انہیں کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے تاکہ حضرت فاطمہ بنت رسول کریمؐ کی اولاد سے ان کو ممتاز کیا جاسکے، صاحبزادیوں میں حضرت زینب کبریٰ اور حضرت ام کلثوم حضرت فاطمہ کے بطن سے تھیں بقیہ کی مائیں مختلف عرب قبیلوں سے تھیں۔ ابن سعد نے اٹھارہ دختروں کے نام گنائے ہیں اور انیسویں کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا نام نہیں معلوم ہوسکا۔ نیز ملاحظہ ہو الکامل سوم ص ۲۹۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معلوم ہوتا ہے کہ تمام مؤرخین اس سلسلہ میں یہ حقیقت زیادہ اجاگر کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں کہ حضرت امامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادی حضرت زینبؓ کی صاجزادی تھیں۔ اس لئے یہ رشتہ ہوا، یہ صحیح ہے مگر یہ حقیقت بھی نظر انداز کرنی یا ثانوی درجہ کی قرار نہیں دینی چاہیئے کہ حضرت امامہ نسبی و نسلی لحاظ سے حضرت ابوالعاص بن ربیع اموی کی بیٹی تھیں یعنی اصلاً اموی تھیں لہ۔ اور اس اعتبار سے حضرت علی ہاشمی سے ان شادی دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان رشتہ مصاہرت کی اہم ترین کڑیوں میں سے ایک ہے۔

اگر ددھیال کے رشتہ کی بنا پر حضرت امامہ سے حضرت علی کی شادی کی اہمیت ہے یا ننھیالی اعتبار سے اس رشتہ کو اہم مقام دیا جاتا ہے تو ننھیالی لحاظ سے بھی ان کے

لہ عرب کے معاشرتی نظام اور اسلامی سماجی نظام کے مطابق خاندان، فرد کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے، ماں کی طرف سے نہیں۔ اس لئے ماں کا خاندان چاہے جتنا عظیم قابل فخر اور بلند حسب و نسب والا ہو اس کا متعلقہ خاندان فرد کے نسب پر اثر نہیں پڑتا اور نہ قاعدے سے پڑنا چاہیئے۔ مگر اس سلسلہ میں یہ نکتہ بھی قابل غور و لحاظ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور خون کے رشتہ کا اگرچہ وہ ماں کی ہی طرف سے ہے ایک اپنا ممتاز اور قابل فخر مقام ہے۔ لیکن اسی حد تک جہاں تک اسلام اجازت دیتا ہے۔ اس کی خوب صورت و منطقی تشریح کسی اور سے نہیں خود حضرت علی زین العابدین سے ملتی ہے۔ آپؓ نے ایک بار فرمایا: لوگو! ہم سے اسلام کی محبت رکھو، تمہاری محبت ہمارے ساتھ اس قدر بڑھی کہ ہمارے لئے عار بن گئی۔

احبونا حب الاسلام فما برح بنا حبکم حتی صار علینا عاراً۔

ملاحظہ ہو زبیری کی ص ۵۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحبزادہ گرامی حضرت حسین رضؓ کی ایک شادی کی اہمیت ہے جس کا سلسلہ آخرکار اموی خانوادہ سے جا ملتا ہے حضرت حسینؓ نے اپنا ایک رشتہ ازدواج آمنہ، لیلیٰ بنت ابی مرہ ثقفی سے کیا تھا جو مشہور صحابی رسول اور سردار ثقیف حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کی پوتی تھیں[1] اور جن کے بطن سے حضرت حسین کے فرزند ارجمند علی اکبر پیدا ہوئے تھے حضرت علی اکبر کی والدہ ماجدہ آمنہ یا لیلیٰ دراصل حضرت ابوسفیان بن حرب اموی کی صاحبزادی حضرت میمونہ رضؓ جن کا شمار مشہور صحابیات رسول میں ہے کی صاحبزادی تھیں[2]۔ حضرت حسینؓ کا یہ رشتہ حضرت عثمان خلیفہ سوئم کے دور خلافت (۲۳ھ؍۶۴۴ء تا ۳۵ھ؍۶۵۶ء) میں کسی وقت ہوا ہوگا کیونکہ حضرت علی اکبر (متوفی ۶۱ھ؍۶۸۰ء) خلافت عثمانی میں پیدا ہوئے تھے اور وہ حضرت حسین کے فرزند اکبر تھے اس لحاظ سے حضرت حسین رضؓ ہاشمی حضرت ابوسفیان اموی کے بنت داماد تھے اور حضرت معاویہؓ کے بھتیجے داماد اور خود حضرت علی اکبر ایک طرف یزید بن معاویہؓ اموی کے بھانجے جبکہ حضرت حسینؓ بذات خود اموی خلیفہ وقت کے برادر نسبتی گویا کہ خاندان بنو امیہ دعویٰ کر سکتا تھا کہ حضرت حسینؓ حضرت ابوسفیان اموی کے اسی طرح داماد تھے اور حضرت علی اکبر ان کے نواسے جس طرح کہ حضرت علی اکبر رسول کریم صلعم کے داماد اور حضرت حسینؓ آپؐ کے نواسے تھے[3]۔ زبیری کے بیان کے مطابق یہی وہ رشتہ تھا جس کی بناء پر اموی فوج کے ایک عراقی سپاہی نے حضرت علی اکبر کو امن دلانے اور خلیفہ وقت کی صلہ رحمی کی امید و توقع دلانے کی عین میدان کارزار کربلا میں کوشش کی تھی مگر حضرت علی اکبر نے قرابت رسول کو قرابت خلیفہ پر ترجیح دی تھی اور باپ کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے تھے[4]۔ عراقی کی اس پیشکش میں محض سیاست یا چالبازی مضمر نہیں تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

---

[1] زبیری ص ۵۷ اور ۱۲۶ [2] ایضاً [3] اعلام پنجم ص ۲۸۷ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ نے ایک دن حضرت علی اکبر کی تعریف میں کہا کہ ان میں بنو ہاشم کی شجاعت، بنو امیہ کی سخاوت اور بنو ثقیف کا حسن و جاہ و زہو تھا۔ حضرت علی اکبر کے لئے دیکھو مقاتل الطالبین ص ۸۰، اور ۱۱۴۔ البدایہ ہشتم ص ۱۸۵۔ [4] زبیری ص ۵۸۔

© rasailojaraid.com

اس کی پیش کش خلوص پر مبنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرب کے تمام قبائل خاندان یا افراد اپنے ننہیالی خاندانوں اور رشتہ داروں سے عموماً دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے تھے جیسا کہ اسلام و مابعد کے متعدد واقعات سے ثابت ہوتا ہے[1]۔

یہ بڑی دلچسپ، بے حد اہم اور فکر انگیز تاریخی حقیقت ہے کہ ہاشمی اور اموی، خاندانوں کے درمیان ازدواجی تعلقات اس زمانے میں اتنی کثرت اور تیزی سے استوار ہوئے جو ان دونوں خاندانوں کے بعض اہم ترین افراد کے درمیان سیاسی آویزش کا زمانہ تھا یعنی خلافت بنو امیہ (۴۱ھ/۶۶۱ء تا ۱۳۲ھ/۷۵۰ء) ـــــ اسلامی تاریخ میں ان دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان نہ تو عہد جاہلیت میں نظر آتی ہیں نہ عہد نبویؐ میں نہ خلافت راشدہ کے زمانے میں اور نہ ہی دولت بنی عباس میں ازدواجی تعلقات کی اس کثرت کے محرکات پر گفتگو تو بعد میں آئے گی۔ مگر یہ بات اسی جگہ واضح ہو جاتی ہے کہ سیاسی سطح پر کچھ افراد بنو ہاشم اور افراد بنو امیہ میں کشمکش و کشاکش ضرور تھی مگر یہ کوئی خاندانی رقابت و دشمنی کا معاملہ نہ تھا جس میں دونوں قریشی خاندان ایک دوسرے کے خلاف باقاعدہ دو الگ الگ متحارب و متصادم گروہوں میں بٹے ہوں۔ حضرت عثمان خلیفہ سوم کی المناک شہادت کے بعد سے جو خانہ جنگی مسلمانوں میں شروع ہوئی اور جس کا انجام بالآخر حضرت حسن بن علی کی دستبرداری خلافت اور خلافت حضرت معاویہ پر ہوا اور وہ دراصل دو سیاسی نظریوں کی جنگ تھی۔ اس کا

---

[1] ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۹۲، ۹۰، ۸۴، ابن سعد اول ص ۹۰، ۶/۹۸، ۸۸، ۸۴، کتاب المنمق ص ۱۷، ۹۲، ۸۳، ازرقی ۶۳، ۶۲، بلاذری اول ص ۹۵، ۵۰، اور طبری دوم ص ۳۴، زبیری ص ۱۹۷، ۹۵، نیز ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون مذکورہ بالا، برہان دہلی جنوری ۱۹۸۶ء بیر معونہ کے المیہ کا سبب یہ تھا کہ بنو رعل نے اپنے بھانجے طعمہ بن عدی بدر میں قتل کئے جانے کا انتقام لیا تھا۔ زبیری ص ۱۹۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلق افراد اور ان کے ہمنواؤں سے تھا اور ایک تنقیدی تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ اس سیاسی کشاکش میں بنو ہاشم خاص طور سے بٹے ہوئے تھے، بنو امیہ بھی آپسی اختلافات سے جو سر اسر سیاسی تھے میرانہ تھے یہی وجہ ہے کہ مرج راھط کی جنگ (۶۴ھ / ۶۸۳ء) میں مروانی اور سفیانی خاندان جن کا تعلق بنو امیہ سے تھا باہم دست بگریبان تھے

بہر کیف سیاست ایک طرف، معاشرتی سطح پر بنو ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات اس زمانے میں مستحکم سے مستحکم تر ہوتے چلے گئے، جن کے ایک پہلو — اور بہت ہی حسین پہلو — یعنی باہمی رشتۂ ازدواج کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

عُلماءِ ہند کا شاندار ماضی

(جلد اوّل)

از مولانا سید محمد میاں صاحبؒ

مصنف کی نظر ثانی، ترمیم و اضافے کے بعد اس کتاب کو طبع کرایا گیا ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے خلفاء کے حالات ان کے سیاسی کارنامے، سیاسی ماحول اور دولت مغلیہ کے چار مشہور سلاطین اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور عالمگیر کے حالات سیاسیات اور سلطنت مغلیہ کے نظام حکومت کو نہایت خوبی کے ساتھ دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے، جلد اوّل ۹/۵۰

دوسری جلدیں مصنف نے اپنے اہتمام میں شائع کرائی ہیں جنکی قیمت درج ذیل ہے۔

جلد دوم ۲/۵۰ جلد سوم ۴/۰۰ جلد چہارم ۷/۵۰

© rasailojaraid.com